

دועیدیں کیوں؟

نیل آرم سٹراؤنگ اور بزائلڈین، پچھلی صدی میں چاند کو عملی طور پر مسخر کر چکے ہیں۔ 1969 میں اپا لو 11 نام کے خلائی جہاز میں بیٹھ کر یہ دونوں حضرات زمین سے چاند پر گئے۔ اُن تیس منٹ کیلئے چاند کی سطح پر چھٹل قدمی کی۔ نیل آرم سٹراؤنگ نے چاند پر پہلا قدم رکھا تو ایک فقرہ کہا جو پوری دنیا نے سنا۔ جملہ تھا، ”آج انسان کا چھوٹا سا قدم، انسانیت کی فلاح کیلئے ایک بڑا انقلاب ثابت ہو گا۔“ یہ بات درست نکلی۔ انسان نے پہلی مرتبہ زمین کے مدار سے باہر نکل کر کسی اور سیارے پر قدم رکھا۔ جولائی 1969 میں ہونے والے واقعہ نے سائنسدانوں کو یہ حوصلہ دیا کہ چاند سے بھی آگے نکلیں۔ کائنات کے ان رازوں پر تحقیق کریں جو انسانی ذہن کیلئے ہمیشہ سوال رہے ہیں۔ یہی ہوا، ناسا جو کہ امریکہ کا ایک خلائی تحقیقی ادارہ ہے۔ اس نے مرخ اور اسکے آگے بھی عملی طور پر پہنچنے کا ارادہ کر لیا۔ ناسا کے سائنسدان چاند سے بہت آگے، خلاکے ان مقامات تک جانے لگے، جنکا تصور شائد پہلے نہیں تھا۔ ناسا کے سائنسدانوں نے چاند کو ہر زاویہ سے پڑھنے کے بعد اگلی کئی صدیوں کا قمری کیلئڈ رہی بنا دیا۔ یہ سو فیصد درست ہے اور آج تک اس میں کسی قسم کا کوئی تغیری نہیں ہوا۔ نکتہ صرف ایک ہے کہ سائنس نے سیاروں کے بارے میں معلومات سب کیلئے کھوں کر رکھ دی اور ہر طرح کا ابہام ختم کر دیا۔

مگر انتہائی بدقتی سے یہ ابہام ہمارے جیسے ترقی پذیر ملک میں مکمل طور پر ختم نہ ہو پایا۔ آپ جیران ہونگے کہ 1958 میں پشاور نے عید الفطر، ملک کے دوسرے حصوں سے ایک دن پہلے منانی۔ 1960 کی دہائی میں اہل کراچی نے حکومتی فیصلہ ماننے سے انکار کرتے ہوئے عید الفطر، پاکستان کے دیگر حصوں سے ایک دن پہلے منانی۔ 1961 میں ملک میں مختلف مقامات پر تین عیدیں منانی گئیں۔ ویسے اس میں سیاسی محکمات بھی تھے۔ بہر حال ابتداء سے لیکر اب تک چاند کیخنے کے معاملے میں ہم ہمیشہ کی طرح تقسیم رہے۔ خلفشار کو ختم کرنے کیلئے، 1974 میں پارلیمنٹ نے ایک قانونی ادارہ بنایا جسے ”رویت ہلال کمیٹی“ کا نام دیا گیا۔ اسکا ہم ترین کام صرف اور صرف یہی تھا کہ رمضان کے مہینے کے شروع ہونے اور ختم ہونے پر ایک غیر جانبدار تاریخ کا اعلان کرے۔ جسکی بدولت پاکستان کے مسلمان رمضان کے روزے رکھنے شروع کریں اور پھر کمیٹی ہی عید الفطر کی حتمی تاریخ کا اعلان کرے۔ محترم تھانوی صاحب، کو رویت ہلال کمیٹی کا ابتدائی چیئر مین مقرر کیا گیا۔ انکے بعد محترم مفتی میسب الرحمن صاحب، اس کمیٹی کے چیئر مین مقرر ہوئے۔ حکومتی سطح پر دراصل کوشش کی گئی کہ کسی طرح بھی کم از کم رمضان کے روزوں اور عید الفطر پر موجود اختلاف کو ختم کیا جائے۔ یہ قانونی کارروائی بالکل راست تھی۔ مگر اس پر عمل نہیں ہوا۔ پشاور کی قاسم مسجد کے امام محترم شہاب الدین پوپلزی نے فکری طور پر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ملک کی قومی اسٹبلی نے قانونی طور پر ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اسکی موجودگی میں مسئلہ جوں کا تلوں رہا۔ بلکہ مزید پچیدہ ہو گیا۔ اب ہوتا یہ ہے کہ پوپلزی صاحب، شہادتوں کی بنیاد پر عید کا اعلان کرتے ہیں اور رویت ہلال کمیٹی اپنے تین شہادتوں کی بنیاد پر عید کا اعلان کرتی ہے۔ اکثر اوقات بلکہ بیشتر اوقات ان اعلانات میں دن کا فرق ضرور ہوتا ہے۔ ذہنی افراحتی کا حال اب یہ ہو چکا ہے کہ کے پی کا وزیر اعلیٰ عید منا رہا ہے اور گورنر روزے سے تھا۔ کے پی کے چند ضلعوں

میں عیدمنانی جا رہی تھی اور باقیہ حصے روزے کی حالت میں تھے۔ ایک صوبے کے علاوہ، باقیہ پورا ملک روزہ رکھ رہا تھا۔ انکی عیداً گلے دن ہوئی۔ چند دن پہلے یہ غیر سنجیدہ واقعہ سب نے دیکھا۔ ہم سب ان دو اعلانات سے متاثر ہوئے۔

مشکل امر یہ بھی ہے کہ مذہب کے جیدترین اماموں میں بھی چاند کے دیکھنے یا نہ دیکھنے پر تفریق ہے۔ امام شافعیؓ کے مطابق، الجراء اور فلکیاتی حساب کے مطابق روزے رکھنے چاہیے اور عیدمنانی چاہیے۔ اسکے بالکل عکس امام حنبل کے مطابق چاند کو دیکھنا ضروری ہے۔ مگر وہ یہ ضرور فرماتے ہیں کہ عالم اسلام میں کسی بھی مقام سے چاند کی شہادت آجائے تو روزہ اور عید کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ امام تیمیہ کافرمان بھی یہی ہے کہ چاند کو آنکھ سے دیکھنا ضروری ہے۔ مگر یاقوت بن عبد اللہ آل ہماری نے بارہویں صدی میں یہ تمام اختیار مکمل طور پر حکومت کو دیدیا تھا۔ یعنی حکومت جو اعلان کرے، رعایا اس پر عمل کر گی۔ 1920ء میں جامعۃ ال ازہر کے مفتی عظیم نے فتویٰ دیا کہ اگر سائنسی تحقیق کے مطابق چاند کا ظہور ہو چکا ہے۔ پھر اسے نظر سے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ تحقیق کریں تو معلوم ہو گا کہ جیسے جیسے سائنس نے ترقی کی۔ بالکل اسی طرح ہمارے مذہبی حلقے کے ایک طبقے نے سائنسی طریقوں اور حساب کی اہمیت پر زور دینا شروع کر دیا۔ یہ ایک ثابت بات ہے۔ واضح سچ ہے کہ آج سے ایک ہزار یا آٹھ سو برس پہلے، سائنس کی تحقیقی طاقت کا ادراک کسی کو بھی نہیں تھا۔ یہ درست ہے کہ علم فلکیات میں مسلم سائنسدانوں نے کافی ترقی کی۔ مگر آج کی سائنس اور تجرباتی فضائیں سے بہت آگے ہے۔ وہ اپنے وقت یعنی مااضی کے حساب سے بہت جدید تھے اور آج انتہائی طاقتور دور بینوں، سیبیلانٹس اور دیگر سائنسی آلات کی وجہ سے جدید دنیا اپنے وقت کے حساب سے حد درجہ آگے ہیں۔ یہ ایک فطری ارتقاء ہے جس پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔

مذہب کا ادنیٰ ساطاب لبلغم ہوں۔ مگر مذہب میری گھٹی میں ہے۔ دل سے علماء اکرام، دینی اکابرین اور منفی صاحبان کی عزت کرتا ہے۔ ادب سے عرض کروں گا کہ آج کے جدید دور میں، یہ مسئلہ سائنس کے میدان میں چھوڑ دینا چاہیے۔ اس معاملہ میں سائنس اور ٹکنالوجی کے مرکزی وزیر نے جو جہت اختیار کی ہے، اسکی قدر کرنی چاہیے۔ چاند دیکھنے کیلئے ایک جدید "ایپ" کا بنانا بہر حال قابل تحسین کام ہے۔ فواد چوہدری نے اچھا کام کیا۔ مگر انہیں علماء دین کو ساتھ لیکر چلنا چاہیے تھا۔ انہیں اکابرین کے ساتھ طویل نشستیں کرنی چاہیں تھیں۔ انکے تحفظات کو حقیقی طور پر دور کرنا چاہیے تھا۔ ذاتی رائے میں انہوں نے علماء دین کے ساتھ رابطہ اس سطح کا نہیں کیا، جسکی ضرورت تھی۔ پاکستان میں پہلی بار کسی مرکزی وزیر نے جرات مندانہ طریقے سے چاند کے متعلق جدید سائنسی نقطہ نظر کا میابی سے پیش کیا۔ یہ ایک احسن قدم ہے۔

اب رویت ہلال کمیٹی کی طرف دیکھنا چاہیے۔ کیا "سائنسی ایپ" آنے کے بعد، اس کمیٹی کو ایسے ہی رہنے دیا جائے یا جو ہری تبدیلی کر کے ایک ایسا فورم بنایا جائے جس سے دعیدوں کی جگہ ہنسائی ختم ہو سکے۔ اس معاملے میں، لاہور کے ایک جید عالم سے تفصیلیًا بات ہوئی۔ انکی دینی اور علمی خدمات کا صرف ملک ہی نہیں، عالم اسلام معرفت ہے۔ انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر کہا کہ اب چاند نظر آنے کے مسئلہ کو ہرگز ہرگز دینی رنگ نہیں دینا چاہیے۔ میں اس بات سے مکمل متفق ہوں۔ یہ بھی فرمانے لگے کہ اگر محترم پوپلز کی صاحب اور محترم منیب الرحمن صاحب کا کوئی آپس میں کوئی مسئلہ ہے تو اسے بھی دیگر علماء دین کے ذریعے یا گفت اور یقینی میں

بدلنا چاہیے۔ انہیں ایک دوسرے سے بات چیت کرنی چاہیے۔ انکا ایک سوال حدرجہ اہم تھا۔ فرمانے لگے کہ اگر مسئلہ کے پی کا ہے اور وہاں چاند جلد یابدیر نظر آتا ہے تو مرکزی روایت ہلال کمیٹی کو اپنا مرکزی اجلاس پشاور میں رکھنا چاہیے۔ تاکہ جو شہادتیں جناب پوپولری کو دی جائیں ہیں، وہ مفتی میں بیب صاحب کو بھی میسر ہوں۔ لاہور کے عالم دین نے ایک اچھی تجویز دی کہ اگر روایت ہلال کمیٹی کے مقابل، فیڈرل شریعت کورٹ سے مسلک ایک چھوٹی سی تنظیم بنادی جائے، جس میں ہر فقہ کے دو دو علماء ہوں، فلکیاتی ماہرین بھی مسلک ہوں۔ سپارک اور دیگر اداروں کے مستند لوگ بھی موجود ہوں۔ تو یہ اختلاف ختم کرنے کیلئے ایک بہترین فورم بن سکتا ہے۔ ویسے ایک چیز سے بہت حوصلہ ہوا کہ انکے بقول جدید علوم اور سائنس کا عمل دخل، اس معاملے میں حتیٰ ہونا چاہیے۔ علماء دین کے اندر یہ ثابت سوچ حدرجہ محترم ہے۔ انہوں نے ایک بات ضرور فرمائی کہ فواد چودھری نے بہت احسن کام، تھوڑا سا جذباتی طریقے سے کیا۔ وہ یہی کام انتہائی بہتر طریقے سے کر سکتے تھے۔ ویسے ایک بات ایسی تھی جس پر میں نے بھی غور نہیں کیا تھا۔ وہ یہ کہ ہمارے مرکزی وزیر برائے مذہبی امور، اس پورے معاملے سے اتنے لتعلق کیوں رہے۔ انہیں تو اختلاف ختم کرنے کیلئے انتہائی فعال روں ادا کرنا چاہیے تھا۔ لکھتے یہ بھی ہے کہ بذات خود انہوں نے بھی روایت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کے برعکس عید کی۔ قصہ کوتاہ یہ کہ جدید حالات میں چاند کو دیکھنا یا نہ دیکھنا بے معنی ہو چکا ہے۔

سعودی عرب میں اس بار ایک دن پہلے عید الفطر منانے پر سعودی حکومت نے نہ صرف لوگوں سے معدرت کی ہے بلکہ ڈیڑھ ارب ریال کا کفارہ بھی ادا کیا ہے۔ اس بار، مصر، ملیشیاء، لیبیا، یونس، اردن اور کئی مسلمان ممالک نے سعودی عرب کے اعلان کو تسلیم نہیں کیا اور عید ایک دن بعد منانی۔ مجھے کسی ملک سے کوئی غرض نہیں۔ صرف اپنے ملک کی بات کر رہا ہوں۔ یہاں عید الفطر کے خوشگوار موقعہ پر دعیدیں، جگ ہنسائی کا باعث بنتی ہیں۔ ہمارا ہر جگہ مذاق اڑایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ایک قوم، عید کے دن پر بھی اکٹھی نہیں، تو اس میں کیا یا گلت اور نظم و ضبط ہو گا۔ یہ طعنہ بالکل درست ہے۔ سائنس کو موقعہ محل کے حساب سے استعمال کرنا ہرگز ہرگز غلط نہیں ہے۔ چاند کیخنے کیلئے ”ایپ“ کا استعمال بھی درست فیصلہ ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس سائنسی قدم کو علماء اکرام کے سامنے دلیل سے رکھا جائے۔ تاکہ انکے ذہنوں میں اگر کوئی شک یا بہام ہے تو دور ہو جائے۔ ویسے علماء کی اکثریت چاند کو دیکھنے کے جدید طریقوں سے متفق ہے۔ یہ نہ اب کوئی دینی مسئلہ رہ گیا ہے اور نہ ہی سماجی۔ یہ ایک سائنسی مشق ہے جو سب کو قابل قبول ہونی چاہیے۔ مگر اس معاملے پر سیاست کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیے! دعیدیں ہرگز ہرگز نہیں ہونی چاہیے!

راوٰ منظر حیات